تحریک آزادیٔ جموں و کشمیر:
علمائے اہل سنت و جماعت کا مؤقف اور کردار

مجیب احمد

جموں و کشمیر مسلم اکثریتی ریاست ہے اور ۳ جون ۱۹۴۷ء کے اعلان آزادی ہند کے مطابق اس کی سیاسی اور انتظامی حیثیت کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ فی الحال یہ ریاست پاکستان اور بھارت کے درمیان متنازعہ علاقہ ہے۔ تاہم جغرافیائی اور معاشی لحاظ سے ریاست جموں و کشمیر پاکستان کی "شہ رگ" ہے۔ بھارت کی طرف سے ریاست کو مسلسل اپنا "اٹوٹ انگ" قرار دینا اور ریاست پر بزور طاقت قبضہ کرنا اور ریاستی عوام پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رکھنا، اہل پاکستان کے لئے ہمیشہ باعث تشویش اور پریشانی رہا ہے۔ پاکستان کے تمام دینی، سیاسی، سماجی اور رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے گروہ، کشمیر کو پاکستان کا قدرتی حصہ قرار دیتے ہیں اور کشمیری عوام کی جاری کردہ تحریک آزادی اور مطالبہ حق خود ارادیت کی مکمل اور پر جوش حمایت کرتے ہیں۔ علمائے اہل سنت و جماعت مسئلہ کشمیر کو روز اول ہی سے بڑی اہمیت کا حامل قرار دیتے آئے ہیں۔ ان کے نزدیک مسئلہ کشمیر ہماری قومی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور یہ پاکستان کے وجود کی تکمیل کا سوال ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان کی سالمیت و استحکام کا انحصار تحریک آزادی کشمیر کی کامیابی پر ہے اور تسخیر کشمیر بہ نوک شمشیر ہی ممکن ہے۔

نہ کام دے گی سیاست نہ گرمئی تقریر
زبان تیغ ہی کھولے گی عقدۂ کشمیر!

(حافظ مظہر الدین)

تحریک آزادی ہند اور تحریک، پاکستان کی طرح تحریک آزادی کشمیر میں بھی علمائے اہل سنت و جماعت نے بڑا موثر اور فعال کردار ادا کیا ہے۔

مئی ۱۹۴۸ء میں بھارتی افواج نے جب آزاد ریاست جموں وکشمیر (اکتوبر ۱۹۴۷ء) کے دارالحکومت مظفر آباد پر حملہ کیا تو علمائے اہل سنت و جماعت نے دفاع وطن کے لئے نہ صرف جہاد کا فتوی جاری کیا بلکہ عملی طور پر جہاد کشمیر میں حصہ بھی لیا۔ پیر سید محمد فضل شاہ (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۶ء) جلال پور شریف، کشمیر کو ناقابل تقسیم قرار دیتے تھے اور کشمیر کے بغیر پاکستان کو جسم بغیر دماغ کی مثل قرار دیتے تھے۔آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ کشمیر کا مسئلہ غالباً کسی ایوان میں طے نہیں ہوگا بلکہ میدان جنگ میں فتح وشکست کی صورت میں ہی اس کا فیصلہ ہوگا[1] چنانچہ جب میدان جنگ سامنے آیا تو پیر صاحب کے تقریباً ایک ہزار مرید جو سابقہ فوجی تھے اور اب پیر صاحب کی قائم کردہ جماعت ''حزب اللہ'' کے رضا کار تھے، اپنے امیر کے حکم پر فوراً محاذ جنگ پر پہنچے اور کرناہ اوڑی اور ٹیٹوال کے محاذوں پر مسلسل چار ماہ تک جہاد کرتے رہے۔ان کے علاوہ پونچھ، میر پور اور مظفر آباد میں بھی حزب اللہ کے کشمیری رضا کار مصروف جہاد رہے۔ان رضا کاروں کو ''حزب اللہ آزاد کشمیر فورس'' کے نام سے پکارا جاتا تھا[2]۔

پیر سید امین الحسنات (۱۹۲۳ء۔۱۹۶۰ء) مانکی شریف نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جہاد کشمیر کا آغاز ہوتے ہی اپنے تمام مریدین کو حکم دیا کہ وہ شریک جہاد ہوں۔ چنانچہ آپ کے ہزاروں مرید کشمیر پہنچ گئے۔ پیر صاحب خود بھی تقریباً چالیس افراد کے ہمراہ محاذ جنگ پر گئے اور مجاہدین کے شانہ بشانہ جہاد کرتے رہے[3]۔ پیر صاحب مانکی شریف نے دیگر علماء کرام کے ہمراہ صوبہ سرحد (۱۹۰۱ء) کا تفصیلی دورہ کیا۔ جہاد کشمیر کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے عوام کو اس کے لئے مالی و جانی امداد کرنے کی ترغیب دلائی[4]۔

پیر محمد شاہ غازی (۱۸۹۰ء۔۱۹۵۷ء) بھیرہ شریف نے اپنے سابقہ فوجی احباب اور مریدین پر مشتمل عسکری تنظیم ''جنداللہ'' قائم کی اور سیالکوٹ اور باجرہ گڑھی کے محاذوں پر خود جا کر جہاد

میں عملی طور پر حصہ لیا۔[۵] آزاد کشمیر فورسز کے کرنل آئی جے کیانی نے جہاد کشمیر کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

I feel great honour in introducing Pir Muhammad Shah Sahib sajjadahnashin and Amir Jundullah, Bherah Sharif. He together with his fifty Mujahids worked in my sector for bout three months. In his old age he himself led his men in the battlefield. A true patriot and a great inspiration to all. I wish we had more soldiers like him.[۶]

ترجمہ:- میں پیر محمد شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ شریف اور امیر جند اللہ کا تعارف کراتے ہوئے بڑا فخر محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنے پچاس ساتھیوں کے ہمراہ، تقریباً تین ماہ تک میرے محاذ پر کام کیا۔ پیرانہ سالی کے باوجود، انہوں نے میدان جنگ میں بذات خود اپنے آدمیوں کی رہنمائی کی۔ آپ ایک سچے محبِ وطن اور دوسروں کے لئے ایک بہترین مثال ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ جیسے مزید مجاہد ہمارے پاس ہوں۔

مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان:- جہاد کشمیر کا آغاز ہوتے ہی مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان (مارچ ۱۹۴۸ء) کے صدر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (۱۸۹۶ء۔۱۹۶۱ء) نے جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ اس سے پہلے جب مولانا شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) سابق ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس (مارچ د ۱۹۲ء) اور مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری (۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) مارچ ۱۹۴۸ء میں لاہور آئے تو علمائے اہل سنت وجماعت کا ایک اجلاس مرکزی دارالعلوم انجمن حزب الاحناف (۱۹۲۶ء) میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مسئلہ کشمیر کا بغور جائزہ لیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ آزادی کشمیر کے لئے ہر ممکن عملی اقدامات کئے جائیں[۷]۔ چنانچہ اس فیصلے کی روشنی میں جمعیۃ کے زیر اہتمام سابقہ مغربی پاکستان میں جلسے کئے گئے اور جہاد کشمیر کے لئے امدادی چندہ اکٹھا کیا گیا۔ چندے کی رقم سے مجاہدین کشمیر کے لئے ۸۱۵۱۲ روپے کے گرم کپڑے، کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ۸۰ من لکڑی اور ۴۰ من کوئلہ، تین ٹرکوں اور سات جیپوں کے ذریعے محاذ جنگ پر پہنچایا گیا۔ مولانا ابوالحسنات قادری، مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری اور علامہ احمد سعید شاہ

کاظمی (۱۹۱۳ء ۔ ۱۹۸۶ء) ناظم اعلیٰ جمعیۃ کے علاوہ دیگر علمائے اہل سنت و جماعت نے مہاجرین کشمیر کے کیمپوں کا دورہ کیا اور ضروریات زندگی کی مختلف اشیاء تقسیم کیں[۸]۔ ان علمائے کرام نے فوج اور قبائلی مجاہدین کے کیمپوں کا بھی دورہ کیا اور اپنے خطبات میں ان کے حوصلہ اور جرات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔[۹]

۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء کو مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے زیر اہتمام پورے مغربی پاکستان میں ''یوم کشمیر'' منایا گیا۔ اس موقعہ پر جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا۔ جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے دینی ' معاشی اور معاشرتی پس منظر کے حوالے سے کشمیر کی پاکستان کے ساتھ قدرتی نسبت کی وضاحت اور اہمیت بیان کی اور مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ علمائے کرام نے استصواب رائے کے فوری انعقاد کے علاوہ مسئلہ کشمیر کے کسی دوسرے ممکنہ حل کو مسترد کر دیا۔[۱۰] ۴ اگست ۱۹۵۰ء کو جمعیۃ کے زیر اہتمام پورے ملک میں "یوم پاکستان" منایا گیا۔ جمعتہ المبارک کے اجتماعات میں ایک جیسی قرارداد منظور کر کے حکومت کو ارسال کی گئیں۔ قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کو استصواب رائے کے ذریعے حل کرائے اور مہاجرین کشمیر کی آباد کاری کے لئے جلد از جلد عملی اقدامات کئے جائیں۔[۱۱] یکم اکتوبر ۱۹۵۰ء کو لاہور میں جمعیۃ کے زیر اہتمام باغ بیرون موچی دروازہ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مولانا ابو الحسنات قادری نے کی۔ جلسہ میں مولانا غلام محمد ترنم (۱۹۰۰ء ۔ ۱۹۵۹ء) صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ پنجاب کی پیش کردہ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ مسلمانان پاکستان آزادی کشمیر کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو اپنا فریضہ ایمانی تصور کرتے ہیں۔ قرارداد میں اقوام متحدہ (۱۹۴۵ء) کے کردار پر نکتہ چینی کی گئی کہ وہ مسلمانوں کے مسائل حل کرنے میں مخلص نہیں۔ قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ آزادی کشمیر کے لئے فیصلہ کن اقدامات اٹھائے۔[۱۲]

۱۰ تا ۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کو لاہور میں مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے زیر انصرام کل پاکستان تبلیغی وتنظیمی سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے ہزاروں علمائے کرام اور مشائخ عظام

نے شرکت کی۔ کانفرنس کے متعدد اجلاسوں میں کئی قومی و بین الاقوامی مسائل پر قراردادیں منظور کی گئیں۔ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش (۱۸۹۹ء۔۱۹۵۹ء) مشیر قانونی جمعیۃ نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مقبوضہ کشمیر کے محکوم اور مظلوم عوام کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور اس امر کا واضح اعلان کیا گیا کہ جمعیۃ اہل کشمیر کو حق خودارادیت دلانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریگی اور اس کیلئے ہر نوعیت کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریگی۔ تمام شرکاء نے اس قرارداد کی پرزور تائید کی[۱۳]۔ یکم دسمبر سے ۳ دسمبر ۱۹۵۶ء کو لاہور ہی میں مولانا ابوالحسنات قادری کی زیرصدارت آل پاکستان سنی کانفرنس کے خصوصی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی[۱۴] کے اکتوبر ۱۹۵۶ء میں اعلان کردہ ''الحاق بھارت'' کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے یکسر مسترد کردیا گیا اور کشمیریوں کے لئے حق خودارادیت کا مطالبہ کیا گیا[۱۵]۔

کانفرنس کے منتظمین نے کل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس (۱۹۳۲ء) کے بانی صدر چودھری غلام عباس (۱۹۰۴ء۔۱۹۶۷ء) کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ تاہم وہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی وجہ سے کانفرنس میں شرکت نہ کرسکے۔ کانفرنس کے نام اپنے ایک پیغام میں چوہدری غلام عباس نے کہا کہ:

جمعیۃ العلماء پاکستان نے آج تک جس خلوص اور تندہی سے پیہم کشمیر کے تعلق میں جو خدمات کی ہیں کشمیری عوام اس کے لئے آپ کے بے حد شکرگزار ہیں[۱۶]۔

دسمبر ۱۹۶۳ء میں درگاہ حضرت بل سے موئے مبارک کو ایک گھناؤنی سازش کے تحت چوری کرلیا گیا۔ اس پر ریاست جموں وکشمیر کے دونوں اطراف اور پاکستان میں بھرپور احتجاج کیا گیا۔ یکم جنوری ۱۹۶۴ء کو لاہور میں مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں موئے مبارک کی چوری کی سخت مذمت کی گئی۔ اجلاس میں حکومت پاکستان پر زور دیا گیا کہ وہ بلا تاخیر جہاد کشمیر کا اعلان کرے۔ میاں غلام قادر (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۰ء) سرپرست اعلیٰ جمعیۃ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موئے مبارک کی گمشدگی نہ صرف کشمیری و پاکستانی مسلمانوں بلکہ دنیائے اسلام کے دینی جذبات پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ بھارتی سازش کا مقصد کشمیری مسلمانوں میں بزدلی، خوف و ہراس اور بدنظمی پیدا کرنا ہے۔

کیونکہ درگاہ حضرت بل کشمیری سیاست کی اجتماعیت کا آغاز اور یکجہتی کی علامت ہے۔ اجلاس نے ایک قرار داد کے ذریعے اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر حکومت جہاد کا اعلان کرے تو علمائے اہل سنت و جماعت اور پاکستان کا بچہ بچہ ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر اور اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی آزادی کے لئے جان کی بازی لگادے گا۔ اجلاس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ۳ جنوری ۱۹۶۴ء کو ملک بھر میں ''یوم سیاہ'' منایا جائے گا۔ جلسے کئے جائیں گے 'جلوس نکالے جائیں گے اور لاہور میں عام ہڑتال کی جائے گی۔ اجلاس میں مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (۱۹۰۶ء ۔ ۱۹۷۸ء)' صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (۱۹۱۱ء ۔ ۱۹۸۴ء) صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ مغربی پاکستان 'صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی (۱۹۲۲ء ۔ ۱۹۸۷ء)' مولانا سید محمد خلیل احمد قادری (م۔۱۹۹۸ء) 'مولانا غلام جہانیاں قریشی (م۔۱۹۷۷ء)صدر مرکزی پاک سنی تنظیم پاکستان(ستمبر ۱۹۶۲ء)'مولانا محمد شریف نوری قصوری (۱۹۳۵ء ۔۱۹۷۲ء)' مولانا خدا بخش اظہر اور مولانا محمد مطیع الرضا خان قادری (۱۹۲۷ء۔ ۱۹۷۹ء) کے علاوہ متعدد دیگر ممتاز علمائے کرام نے شرکت کی۔[۱۷]

۵ تا ۶ نومبر ۱۹۶۴ء کو لاہور میں مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان اور مرکزی جمعیۃ المشائخ پاکستان (جنوری ۱۹۴۸ء) کے زیر اہتمام دو روزہ کانفرنس 'مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے آخری اجلاس میں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اپنے اپنے خطبات میں مطالبہ کیا کہ حکومت کشمیر کو بھارتی چنگل سے آزاد کرانے کے لئے فوری طور پر جہاد کا اعلان کرے اور فوجی تربیت کو لازمی قرار دے۔[۱۸] ۵ دسمبر ۱۹۶۴ء کو مرکزی دارالعلوم انجمن حزب الاحناف 'لاہور میں مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان اور مرکزی جمعیۃ المشائخ پاکستان کے اراکین و مجالس عاملہ کا اجلاس خاص 'مشترکہ طور پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس خاص کی صدارت مولانا ابوالبرکات قادری نے کی اور اس میں تقریباً سات سو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان اقوام متحدہ کو مئوثر ترین الفاظ میں اس حقیقت سے آگاہ کردے کہ کشمیر متنازعہ علاقہ ہے اور بھارت اس خطہ کو اپنے اندر مدغم کرنا' بہر صورت ناقابل قبول ہے۔ حکومت پاکستان اس سلسلہ میں مئوثر قدم اٹھائے اور ہر ممکن آئینی'

سیاسی اور فوجی تدبیر سے کام لے کر اہل کشمیر کو بھارت کی غلامی سے نجات دلائے[۱۹]۔

۱۹۶۵ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستان پر بھارتی حملہ کے بادل چھانے لگے۔ ملکی تاریخ کے اس اہم اور نازک موڑ پر بھی علمائے اہل سنت و جماعت نے پاکستان کی سالمیت اور آزادی کے تحفظ کے لئے اپنی غیر مشروط حمایت کا اعلان کیا۔ ۲۶ مئی ۱۹۶۵ء کو گوجرانوالہ میں مغربی پاکستان جمعیۃ العلماء پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس، صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کی زیر صدارت منعقد ہوا، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ فیض الحسن نے کہا کہ اس وقت پاکستان کو بھارتی جارحیت کا شدید خطرہ ہے۔ اس لئے اس نازک وقت میں پوری قوم کو اپنے اختلافات بھلا کر متحد ہو جانا چاہیے۔ انہوں نے بھارت کو خبردار کیا کہ پاکستانی عوام اپنے وطن کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دینے کو تیار ہیں۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے حکومت کی طرف سے اعلان کردہ مجاہد سکیم اور شہری دفاع کے ساتھ مکمل تعاون کا یقین دلایا اور ملکی دفاع کے لئے ایک لاکھ تربیت یافتہ رضا کاروں کی پیشکش کی اور ساتھ ہی نوجوانوں کی دینی، روحانی اور فوجی تربیت کے لئے ملک بھر میں مراکز کھولنے کا اعلان بھی کیا[۲۰]۔

گوجرانوالہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے افریشیائی ممالک سے اپیل کی کہ وہ کشمیریوں کی جنگ آزادی کی حمایت کریں۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی سامراج کے خلاف کشمیری مجاہدین نے جو جنگ آزادی شروع کر رکھی ہے اس کی دنیا کے تمام مہذب ممالک کو حمایت کرنی چاہیے۔ انہوں نے کشمیری عوام پر کئے جانے والی بھارتی زیادتیوں اور مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے پاکستان سے متعلق امریکہ کی روش کو غیر پسندیدہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کرنی چاہیے[۲۱]۔

۲۲ اگست ۱۹۶۵ء کو لاہور میں مغربی پاکستان جمعیۃ العلماء پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت علامہ احمد سعید کاظمی نے کی۔ اجلاس میں کشمیر میں جاری تحریک آزادی کو جہاد قرار دیا گیا اور اس میں اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو شہید قرار دیا گیا۔ اجلاس کے شرکاء اس بات پر متفق تھے کہ جہاد کشمیر کی ہر ممکن مدد کرنا تمام اہل اسلام پر لازم ہے۔ چنانچہ اجلاس نے فیصلہ کیا کہ ۲۷ اگست کو ملک بھر میں خصوصاً مغربی پاکستان میں ''یوم کشمیر'' جوش و خروش سے منایا جائے

گا۔[۲۲] چنانچہ مذکورہ تاریخ کو ملک بھر میں خصوصاً مغربی پاکستان میں ''یوم کشمیر'' جوش و خروش سے منایا گیا۔ نماز جمعہ کے اجتماعات میں علمائے کرام نے اپنے خطبات میں بھارتی مظالم کی شدید مذمت کی اور کشمیری عوام کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کیا۔ نماز کے بعد علمائے کرام کی زیر قیادت تمام اہم شہروں اور قصبوں میں احتجاجی جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ آزادی کشمیر کے لئے جہاد کا اعلان کرے اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ دفاع پاکستان اور آزادی کشمیر کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار رہیں[۲۳]۔ تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ عملی تعاون کو مزید بہتر اور منظم کرنے کے لئے گوجرانوالہ میں مرکزی رابطہ دفتر قائم کیا گیا جو ملک بھر سے چندہ اور ضروریات زندگی کی مختلف اشیاء جمع کر کے مجاہدین و مہاجرین کشمیر میں تقسیم کرتا اور تربیت یافتہ رضاکار محاذ جنگ پر روانہ کرتا تھا۔ جنگ کے دوران صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے ریڈیو پاکستان' لاہور سے متعدد تقاریر کیں جس کے ذریعے مجاہدین' فوج اور عوام کے حوصلے بلند کرنے میں بہت مدد ملتی تھی۔ دوران جنگ' اپنی انہی ملی خدمات کے سرانجام دینے پر' حکومت پاکستان نے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ کو ''تمغہ پاکستان'' سے نوازا۔[۲۴]

علامہ شاہ محمد عبدالحامد بدایونی (۱۹۰۰ء ۔ ۱۹۷۰ء) صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے نزدیک مسئلہ کشمیر کا صحیح حل یہ ہے کہ کشمیریوں کو استصواب رائے عامہ کا حق دیا جائے اور پورے کشمیر کو کشمیریوں کے حوالے کیا جائے اور مذاکرات میں کشمیری قیادت کو بھی شامل کیا جائے۔ علامہ بدایونی نے کسی ایسے سمجھوتے کو مسترد کر دینے کا اعلان کیا کہ جس میں کشمیریوں کے جائز حقوق کا تحفظ نہ کیا گیا ہو یا کشمیر کی تقسیم کی بات کی گئی ہو۔[۲۵] ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے موقع پر علامہ بدایونی نے دیگر ارکان جمعیۃ کے تعاون سے ایک فتویٰ مرتب کیا جس میں بھارت سے جنگ کو جہاد قرار دیا گیا۔ اس فتویٰ کی ملک میں وسیع پیمانے پر اشاعت کی گئی۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کو کراچی میں جمعیۃ کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ صدارت علامہ عبدالحامد بدایونی نے کی۔ مجلس عاملہ نے صدر جمعیۃ کے مرتب کردہ فتویٰ کی تائید کی اور فیصلہ کیا کہ جمعیۃ کے نائب صدر مولانا مفتی غلام قادر کشمیری آزاد کشمیر کا دورہ کریں اور وہاں کے حالات پر ایک مفصل رپورٹ مرتب کر کے جمعیۃ کو پیش کریں۔[۲۶] چنانچہ مولانا کشمیری نے آزاد کشمیر کا بیس روزہ دورہ کیا اور ۱۱ اکتوبر کو ہونے والے

عاملہ کے اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس کی روشنی میں کشمیر کے لئے فنڈ اور امدادی سامان اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جمعیۃ کا بارہ رکنی نمائندہ وفد' علامہ بدایونی کی قیادت میں ۷ا اکتوبر کو کراچی سے آزاد کشمیر کے دورے پر روانہ ہوا۔ وفد کے دیگر اراکین میں جمعیۃ کے نائب صدر مولانا سید خلیل احمد قادری' ناظم اعلیٰ مولانا محمد محسن فقیہ' مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۷۹ء)' مولانا محمد شفیع اوکاڑوی (۱۹۲۹ء۔ ۱۹۸۴ء) اور مولانا جمیل احمد نعیمی شامل تھے۔ وفد ۱۹ اکتوبر کو راولپنڈی پہنچا اور صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۷۴ء)۔ ممتاز کشمیری رہنما میر واعظ سید محمد یوسف شاہ (۱۸۹۱ء۔ ۱۹۶۸ء) اور چودھری غلام عباس سے ملاقاتیں کیں۔ ان تمام رہنماؤں نے آزادی کشمیر کے لئے کی جانے والی 'جمعیۃ کی کوششوں اور تعاون کی بے حد تعریف کی۔[۲۷] بعد ازاں وفد مظفر آباد پہنچا اور وہاں صدر آزاد کشمیر خان عبدالحمید خان سے ملاقات کی اور مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلہ میں جمعیۃ کے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔[۲۸] وفد نے مہاجرین کشمیر کے کیمپوں کا دورہ بھی کیا اور ان میں ایک لاکھ روپے مالیت کا سامان اور گیارہ ہزار روپے نقد تقسیم کئے۔[۲۹] وفد نے آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف محاذوں کا اٹھارہ روزہ دورہ کیا اور محاذِ جنگ پر مصروفِ جہاد افراد کے سامنے فضائل و برکات جہاد پر مفصل خطبات بیان کئے اور مجاہدین کی حوصلہ مندی اور بہادری کی تعریف کی۔ ۲۳ اکتوبر کو آزاد کشمیر کے شہر باغ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے' علامہ عبدالحامد بدایونی نے امید ظاہر کی کہ کشمیر انشاء اللہ ضرور آزاد ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ مسئلہ اب پورے عالم اسلام کا مسئلہ بن گیا ہے۔[۳۰]

۱۹۸۹ء میں مقبوضہ جموں وکشمیر میں جب تحریک آزادی ایک نئے جذبے اور عزم کے ساتھ شروع ہوئی تو آزادی کی اس نئی لہر کی اخلاقی' سیاسی اور عملی مدد کرنے میں بھی علمائے اہل سنت وجماعت پیش پیش تھے۔ ۱۱ مارچ ۱۹۹۰ء کو اسلام آباد میں پاکستانی پارلیمنٹ سے باہر کی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس میں جمعیت العلمائے پاکستان کی نمائندگی اس کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے کی۔ مولانا نورانی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے ساتھ پاکستان کی وابستگی نہ سیاسی ہے نہ فوجی' بلکہ یہ ایک انسانی' دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ وادی جموں وکشمیر پاکستان کا قدرتی حصار ہے۔ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ نہ ہم کرسکتے ہیں نہ

بھارت اور نہ کوئی تیسری طاقت' بلکہ اس مسئلہ کا واحد حل استصواب رائے کا انعقاد ہے تاکہ کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ملے اور جنوبی ایشیاء میں حقیقی اور دیرپا امن قائم ہو۔ مولانا نورانی نے تجویز پیش کی کہ کشمیر میں آزادی کی جو نئی لہر اٹھی ہے اس کو کشمیر کی آزادی تک ہی محدود رکھا جائے اور ساتھ ہی پوری دنیا میں منتخب نمائندوں' دانشوروں' علماء کرام' طلبہ اور مزدور رہنماؤں پر مشتمل وفود روانہ کئے جائیں تاکہ اقوام عالم کی توجہ کشمیر پر بھارتی قبضہ کی طرف دلائی جائے اور کشمیری عوام کی جاری کردہ جدوجہد آزادی کی حمایت حاصل کی جا سکے۔[۳۱]

لاہور میں جہاد کشمیر کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ مجاہدین کشمیر صرف کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ نہیں کر رہے بلکہ وہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے اقوام متحدہ پر زور دیا کہ وہ عراق کویت تنازعہ (۱۹۹۰ء - ۱۹۹۱ء) کی طرح کشمیر کی آزادی کے لئے بھی اپنی ہی منظور کردہ قراردادوں[۳۲] پر عمل کرائے۔[۳۳]

۲۸۔ ۲۹ مارچ ۱۹۹۶ء کو شاہی عیدگاہ' ملتان میں جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام' نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں علماء کرام اور مشائخ عظام کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس میں منظور کردہ ایک قرارداد میں مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی مظالم کی شدید مذمت کی گئی اور تحریک آزادی کشمیر سے مکمل یکجہتی کا اعلان کیا گیا اور مسئلہ کشمیر کا واحد حل' استصواب رائے کا انعقاد قرار دیا گیا۔ کانفرنس کے شرکاء نے استصواب رائے کے انعقاد کے علاوہ باقی تمام حل' بشمول خود مختار کشمیر کو مکمل طور پر مسترد کر دیا۔[۳۴]

حکومت آزاد جموں و کشمیر' کشمیری رہنما اور عوام نے تحریک آزادی کشمیر اور مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کے لئے بھرپور جدوجہد اور عملی تعاون کرنے پر' جمعیت علماء پاکستان کی کوششوں' خصوصاً جہاد کشمیر (۱۹۴۸ء) کے دوران اس کی گراں قدر خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے۔ آزاد ریاست جموں و کشمیر کے بانی صدر سردار محمد ابراہیم خان' وزیر دفاع سید علی احمد شاہ (م۔ ۱۹۹۰ء) اور چیف آف سٹاف جنرل عبدالرحمٰن' ۱۹۵۰ء تک متعدد بار جمعیت کے جلسوں میں مہمانان خصوصی کے طور پر شرکت کرتے رہے اور اکثر ان جلسوں کی صدارت بھی کرتے رہے۔ کل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر چودھری غلام عباس بھی جمعیت کی مساعی جلیلہ کے معترف

تھے۔[۳۵] ذیل میں چند ممتاز کشمیری رہنماؤں کے خطوط درج ہیں جن میں انہوں نے تحریک آزادی کشمیر اور جہاد کشمیر کے لئے جمعیت کی جدو جہد کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ یہ تمام خطوط مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر جمعیت کے نام ہیں۔

(ا) راولپنڈی
۲۵ اپریل ۹۴۹ء

محترم مولانا صاحب السلام علیکم۔

آپ کا خط مورخہ ۲۱ اپریل بذریعہ ظفر اقبال صاحب موصول ہوا .... آپ اور آپ کی جماعت جو خدمات تحریک آزادی کشمیر کے سلسلہ میں ابتدا سے کر رہی ہے وہ ہر کس و ناکس پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان خدمات کا اجر سوائے خدا کے کوئی نہیں دے سکتا .... رائے شماری کے سلسلے میں ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ جس وقت بھی اس کے متعلق فیصلہ ہوگا آپ کی ذاتی رائے سے اور آپ کی جماعت کی خدمات سے انشاء اللہ پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے گا۔

آپ کا بھائی
سردار ابراہیم[۳۶]

(ب) ۹ مئی ۹۴۹ء سیالکوٹ
احقر غلام عباس

محترم جناب ابوالحسنات صاحب
السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'

مزاج شریف آپ کا خط ملا۔ اس سے قبل بھی جناب کا گرامی نامہ وصول ہوا تھا .... جہاد کشمیر اور مسئلہ کشمیر کے بارے میں آپ کی مالی ' اخلاقی اور سیاسی سرگرمیاں باعثِ تشکر واطمینان ہیں۔ خدا آپ کو ہم کو مشترکہ مقصد میں جلد کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔[۳۷]

(ج) فورسز ہیڈ کوارٹرز لائن
۱۶ ۴ ۴۹ء

محترم بندہ ۔ السلام علیکم

...... آپ کی ذات گرامی قدر سے امید واثق ہے کہ بسلسلہ استصواب رائے کشمیر آپ کی مساعی جمیلہ اس وقت تک جاری وساری رہیں گی جب تک تمام کشمیر اور اس کے ملحقات کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہو کر وہاں اسلام کا قرآنی نظام قائم نہ ہو جائے۔ والقدم بالوف الاحترام۔

دعا کا طالب
احمد علی شاہ
وزیر دفاع
آزاد کشمیر گورنمنٹ[۳۸]

مرکزی جماعتِ اہل سنت پاکستان :- مرکزی جماعت اہلِ سنت پاکستان (۱۹۶۶ء) کا ایک اہم اجلاس ' یکم مئی ۱۹۹۴ء کو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (۱۹۵۶ء) میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ' جنوری ۱۹۹۴ء میں قائم ہونے والی ' سنی سپریم کونسل کے صدر پیر محمد کرم شاہ الازھری (۱۹۱۸ء ۔ ۱۹۹۸ء) نے کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی مظالم کی شدید مذمت کی گئی اور اس بات سے اتفاق ظاہر کیا گیا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ' مسلمانوں پر شرعاً جہاد فرض ہو چکا ہے۔[۳۹] جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام ۲۱ نومبر سے ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء کو پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں ''عشرہ جہاد کشمیر'' منایا گیا۔ اس دوران بڑے بڑے شہروں میں کشمیر کانفرنسز ہوئیں ' جلوس نکالے گئے اور تحریک آزادی کشمیر کے لئے مالی امداد اکٹھی کی گئی۔ جمعتہ المبارک کے اجتماعات میں مسئلہ کشمیر کے موضوع پر تقاریر کی گئیں اور کشمیریوں کے قتل عام پر قرارداد مذمت منظور کی گئیں۔[۴۰] ''عشرہ جہاد کشمیر'' کے آخر میں ۲۸ نومبر کی صبح کاروان جہاد کشمیر کا آغاز داتا دربار لاہور سے ہوا۔ جو جی۔ ٹی روڈ سے ہوتا ہوا بعد نماز مغرب ' راولپنڈی پہنچا۔ جہاں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم (۱۹۶۴ء) '

سٹیلائٹ ٹاؤن میں کشمیر کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۲۹ نومبر کو سحری کے وقت' کاروان راولپنڈی سے ایبٹ آباد کے راستے مظفر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ مظفر آباد میں سائیں سہیلی سرکار (م۔ ۱۹۰۰ء) کے دربار کے احاطہ میں کشمیر کانفرنس ہوئی۔ جس سے صدر آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان نے بھی خطاب کیا اور مسئلہ کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر کے لئے علمائے اہل سنت و جماعت کی مکمل حمایت کی تعریف کی۔ علمائے کرام نے اپنے تقاریر میں اس موقف کا اظہار کیا کہ کشمیر صرف اور صرف جہاد ہی سے آزاد ہو گا۔[۴۱]

۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو لاہور میں جماعت اہل سنت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ اجلاس نے جہاد کشمیر میں جماعت کے کردار کو مزید متوثر بنانے کے لئے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ محمد افضل قادری کی سربراہی میں جہاد کشمیر سیل منظم کرنے کا فیصلہ کیا۔ سیل کے زیر اہتمام بہبود مہاجرین کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے نگران حاجی محمد دین انصاری (م۔ ۱۹۹۹ء) مقرر ہوئے۔ کمیٹی نے مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے آنے والے کشمیریوں کے لئے آزاد کشمیر میں قائم کردہ کیمپوں میں دینی مدارس' کتب خانے اور دستکاری سکول قائم کئے اور مہاجرین میں کپڑوں کے علاوہ دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء بھی تقسیم کیں۔[۴۲]

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو لاہور میں آل پاکستان سنی کنونشن ہوا۔ جس میں علمائے اہل سنت و جماعت اور عوام اہل سنت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کنونشن میں منظور کی گئیں کئی قرار دادوں میں سے ایک قرار داد کشمیر کے متعلق بھی تھی۔ جس میں کہا گیا کہ کشمیر اسلامی' جغرافیائی اور معاشی اعتبار سے پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیری عوام حق خود ارادیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس لئے کنونشن کے تمام شرکاء مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان اعلان جہاد کرے اور کشمیریوں کو بھارتی مظالم اور غلامی سے نجات دلائے۔ قرار داد میں مسئلہ کشمیر کا واحد حل استصواب رائے کے جلد انعقاد کو قرار دیتے ہوئے' باقی تمام تجاویز کو مسترد کر دیا گیا۔[۴۳] ۴ مارچ ۱۹۹۶ء کو جماعت اہل سنت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس' لاہور میں منعقد ہوا۔ صدارت مولانا فضلِ سبحان نے کی۔ اجلاس کے شرکاء کو بتایا گیا کہ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ (جنوری فروری ۱۹۹۶ء) کے دوران مہاجرین کشمیر کے کیمپوں

میں جماعت اہل سنت کی طرف سے چودہ لاکھ روپے کا امدادی سامان تقسیم کیا گیا۔[۴۴]

اتحاد المشائخ پاکستان :- ۳۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو لاہور میں اتحاد المشائخ پاکستان کے زیر اہتمام قومی مشائخ کنونشن ہوا۔ جس کی صدارت ڈاکٹر پیر محمد خالد رضا زکوڑی شریف نے کی۔ کنونشن میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کشمیری مسلمانوں پر ہونے والے انسانیت سوز بھارتی مظالم کی شدید مذمت کی گئی اور اقوام عالم اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا کہ کشمیریوں کو حق خودارادیت دلایا جائے۔ قرارداد میں اسلامی ممالک سے بھی اپیل کی گئی کہ وہ فوری طور پر کشمیریوں کی عملی مدد کریں۔[۴۵]

جمعیت علماء جموں وکشمیر :- جمعیۃ علمائے جموں وکشمیر کے نزدیک مقبوضہ جموں وکشمیر کو بھارتی تسلط سے آزادی دلانے کے لئے بھرپور، ہمہ گیر اور منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کے نزدیک آزاد کشمیر کا خطہ، مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک آزادی کے لئے بیس کیمپ ہے۔ اس لئے یہاں مکمل طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہونا چاہیے، نوجوانوں کو لازمی فوجی تربیت دینی چاہیے اور پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک کی معاونت سے مسئلہ کشمیر کو عامی سطح پر از سر نو زندہ کرنا چاہیے۔[۴۶] تحریک آزادی جموں وکشمیر میں جمعیۃ علمائے جموں وکشمیر کی براہ راست شرکت تو نمایاں نہیں رہی تاہم جنوری ۱۹۹۲ء میں قائم ہونے والی آل جموں وکشمیر سنی جہاد کونسل کی ایک اہم رکن ہونے کی وجہ سے جمعیت علمائے جموں وکشمیر، اس کی تحریکی اور جہادی سرگرمیوں میں برابر کی شریک رہی ہے۔

آل جموں وکشمیر سنی جہاد کونسل :- ۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو جامع مسجد نقشبندیہ، ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں مولانا محمد سعید احمد مجددی کی زیر صدارت علمائے اہل سنت وجماعت کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس میں آزادی کشمیر میں علمائے کرام کے جہادی کردار پر غور وخوض کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ علمائے اہل سنت وجماعت اپنے ماضی کی طرح، آزاد کشمیر کی نئی تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیں گے اور اس میں ہر ممکن تعاون کریں گے۔ ۵ اجنوری ۱۹۹۲ء کو پیر محمد علاءالدین صدیقی نیریاں شریف کی زیر صدارت، راولپنڈی میں ایک اور اجلاس ہوا جس میں آل جموں وکشمیر سنی جہاد کونسل

کے قیام کا فیصلہ ہوا اور مولانا سعید احمد مجددی کو اس کا کنوینئر مقرر کیا گیا۔[47]

مولانا سعید احمد مجددی نے جہاد کونسل کو پاکستان بھر میں اور آزاد کشمیر میں منظم کرنے کے لئے ' علمائے کرام اور مشائخ عظام سے رابطے کئے اور جہاد کشمیر میں ان سے مزید فعال اور فیصلہ کن کردار ادا کروانے کے لئے ' ۲ مارچ ۱۹۹۲ء کو راولپنڈی میں جہاد کشمیر کنونشن کا اہتمام کیا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ کنونشن کی صدارت سنی جہاد کونسل کے صدر پیر علاء الدین صدیقی نے کی جبکہ مہمان خصوصی افغانستان کی عبوری حکومت کے صدر پیر محمد صبغت اللہ مجددی تھے۔ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے کنونشن میں خصوصی طور پر شرکت کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے جہاد کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ کشمیری مجاہدین کی لازوال قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ' مولانا نیازی نے ان کی ہر ممکن مدد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ پیر صبغت اللہ مجددی نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ کشمیر کبھی نعروں اور باتوں سے آزاد نہیں ہو گا بلکہ اس کے لئے قلم ' مال اور جان سے ہر صورت میں جہاد کرنا ہو گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاد کشمیر کی کامیابی کے لئے اولیاء کرام کی دعائیں اور پوری افغان قوم کشمیری مسلمانوں کے ساتھ ہے۔[48] شرکاء کنونشن نے ایک قرارداد کے ذریعے '' اعلان راولپنڈی '' کی منظوری دی۔ جس میں مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریکِ آزادی کشمیر کو شرعی جہاد قرار دیا گیا اور اس میں عملی طور پر حصہ لینے کا اعلان کیا گیا۔ ایک دوسری قرارداد کے ذریعے کشمیری عوام پر جاری بھارتی مظالم کی شدید مذمت کی گئی اور پوری دنیا ' خصوصاً اسلامی ممالک سے اپیل کی گئی کہ وہ بھارتی مظالم کی پرزور مذمت کریں اور اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں پر فوری عمل کرنے کے لئے ' بھارت پر دباؤ ڈالیں[49]۔ کنونشن کے اختتام پر جہاد کشمیر ریلی بھی نکالی گئی۔ اسی دن ' بعد نماز مغرب آل جموں و کشمیر سنی جہاد کونسل کی اعلیٰ اختیاراتی کونسل کا اجلاس ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک بھر میں جہاد کشمیر کانفرنسز منعقد کی جائیں اور مہاجرین و مجاہدین کشمیر کے لئے امدادی سامان اکٹھا کیا جائے۔[50]

۱۸ دسمبر ۱۹۹۲ء کو گوجرانوالہ میں سنی جہاد کونسل کی اعلیٰ اختیاراتی کونسل کا ایک اہم اجلاس ہوا

جس کی صدارت پیر محمد علاء الدین صدیقی نے کی۔ اجلاس نے سنی جہاد کونسل کے خالصتاً عسکری ونگ' حزب المصطفیٰ ﷺ کے قیام کا فیصلہ کیا اور چوہدری سراج دین کو اس کا چیف کمانڈر مقرر کیا گیا۔ ۵۱ اس ونگ کے تحت پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں جہاد کانفرنسز منعقد کی گئیں اور حزب المصطفیٰ ﷺ کے مجاہدین کی فکری اور عملی تربیت کے لئے مظفر آباد' کوٹلی اور کھوٹہ میں کیمپ قائم کئے گئے اور مظفر آباد' گل پور اور نیکال سیکٹر میں قائم مہاجر کیمپوں میں اشیائے خورد ونوش' کپڑے بستر اور دینی کتب تقسیم کی گئیں۔ مولانا سعید احمد مجددی کے مطابق حزب المصطفیٰ ﷺ کے ہزاروں مجاہدین بھارتی جیلوں میں قید ہیں۔ کچھ لاپتہ ہیں جبکہ جنوری ۱۹۹۴ء تک اس کے ساٹھ مجاہد شہید ہو چکے تھے۔ ۵۲

یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو کوٹلی سے جموں کی طرف' سفر عاشقان رسول ﷺ کے نام سے تقریباً پچیس ہزار افراد پر مشتمل جلوس کا آغاز ہوا۔ شرکاء کا مقصد حد متارکہ کو عبور کرنا تھا۔ تاہم حکومت آزاد جموں وکشمیر کی طرف سے پابندی عائد ہو جانے پر یہ جلوس صرف چتہ کے محاذ تک ہی پہنچ سکا۔ ۵۳

۳۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو لاہور میں آل جموں وکشمیر سنی جہاد کونسل کے زیر اہتمام جہاد کشمیر کانفرنس ہوئی۔ جس کی صدارت کونسل کے امیر اور ڈھانگری شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری نے کی۔ مولانا سعید احمد مجددی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کا واحد راستہ جہاد ہے۔ سنی جہاد کونسل کے عسکری ونگ کے سربراہ لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) خواجہ محمد اظہر خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پوری قوم کشمیری مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑے۔ کانفرنس سے مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی (۱۹۲۷ء ۔ ۱۹۹۹ء) اور حلقہ اشرفیہ پاکستان کے صدر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف جیلانی کے علاوہ سردار محمد ابراہیم خان' پاکستانی پارلیمنٹ کی کشمیر کمیٹی کے صدر نوابزادہ نصر اللہ خان اور وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خان نے بھی خطاب کیا اور تحریک آزادی کشمیر کے لئے علمائے اہل سنت وجماعت اور مشائخ عظام کی گراں قدر خدمات کو سراہا۔ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری نے اپنے صدارتی خطبہ میں امید ظاہر کی کہ جس طرح علمائے کرام و مشائخ عظام کے میدان عمل میں آنے سے قیام پاکستان ممکن ہوا۔ انشاء اللہ اسی طرح تحریک آزادی کشمیر میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی عملی اور فکری

رہنمائی سے کشمیر بھی آزاد ہو جائے گا۔[۵۴]

۱۰اور ۱۱ مئی ۱۹۹۵ء کی درمیانی شب کو جب بھارتی فوج نے جموں وکشمیر کے عظیم صوفی بزرگ شیخ نورالدین ولیؒ (۱۳۷۷ء ۔ ۱۴۳۸ء) کی درگاہ، واقع چرار شریف کی بے حرمتی کی تو اس واقعہ پر علمائے اہل سنت وجماعت نے شدید احتجاج کیا اور حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ فی الفور اعلان جہاد کرے اور اقوام عالم کے سامنے بھارتی سیکولرازم کی حقیقت کو بے نقاب کرے۔[۵۵]

ادارہ منہاج القرآن، لاہور:- ادارہ منہاج القرآن، لاہور (اکتوبر ۱۹۸۰ء) اور پاکستان عوامی تحریک (مئی ۱۹۸۹ء) کے زیر اہتمام ۲ مارچ ۱۹۹۰ء کو لاہور میں جہاد کشمیر ریلی منعقد ہوئی۔ جس کی قیادت ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر قادری نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ جب تک بھارت کشمیر کو حق خودارادیت نہیں دے دیتا اس وقت تک اس سے سفارتی تعلقات ختم کر دینے چاہیں۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر پر اسلام آباد میں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد کروانے کا مطالبہ بھی کیا تاکہ عالمی رائے عامہ، خصوصاً مسلم ممالک کو کشمیریوں کے مطالبہ حق خودارادیت کے حق میں ہموار کیا جا سکے۔[۵۶]

۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو مظفر آباد میں ادارہ منہاج القرآن کی مظفر آباد شاخ کے تحت جہاد کشمیر کانفرنس ہوئی۔ جس کی صدارت غلام احمد پنڈت نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری نے مسئلہ کشمیر سے متعلق حکومت پاکستان کی حکمت عملی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ مسئلہ کشمیر ایک بین الاقوامی سطح کا مسئلہ ہے اس لئے حکومت پاکستان اور عوام کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے کشمیریوں کی حمایت و مدد کریں اور ان کے شانہ بشانہ آزادی کشمیر کی جنگ لڑیں۔[۵۷]

ادارہ منہاج القرآن نے مجاہدین و مہاجرین کشمیر کی عملی امداد کے لئے کئی موثر اقدامات کئے۔ ادارہ کی طرف سے مجاہدین و مہاجرین کشمیر کی مالی امداد کے لئے "جہاد کشمیر فنڈ" قائم کیا گیا۔ زخمی مجاہدین کے لئے بلڈ بنک قائم کئے گئے اور مہاجرین کشمیر میں نقد و جنس کی صورت میں عطیات تقسیم کئے گئے۔[۵۸]

تحریک آزادی جموں و کشمیر کے لئے علماء اہل سنت و جماعت کی مذکورہ بالا سیاسی 'اخلاق اور عملی حمایت کے علاوہ علم وادب کے میدان میں بھی ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان میں نمایاں ترین حافظ محمد مظہر الدین چشتی (۱۹۱۴ء ۔ ۱۹۸۱ء) کی رجزیہ شاعری ہے۔ اگرچہ ان کے دو شعری مجموعے شمشیر وسناں اور حرب وضرب میں جہاد کشمیر اور مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بکثرت ترانے اور نظمیں موجود ہیں۔ ۵۹ لیکن آپ کا مندرجہ ذیل ترانہ 'دنیا بھر میں مسئلہ کشمیر اور

تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور اس کا امتیازی نشان بن گیا ہے۔ اس ترانہ میں کشمیریوں کے لئے مادر وطن کی آزادی کی شدید محبت اور تڑپ کے ساتھ ساتھ روشن اور آزاد مستقبل کی نوید بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد کشمیر ریڈیو 'تراڑ کھل (اپریل ۱۹۴۸ء) نے ۱۹۵۰ء سے اس ترانہ کو کشمیر کے قومی ترانہ کے طور پر اپنایا ہوا ہے۔

مرے وطن

۱ بہشت گوش تھے نغمات آبشاروں کے نظر نواز تھے نظارے مرغزاروں کے
بھلاؤں کیسے مناظر تری بہاروں کے ستم شعاروں سے تجھ کو چھڑاؤں گا اک دن
مرے وطن ! تری جنت میں آؤں گا اک دن

۲ شگفتگی گل ونسترن نہیں بھولی حسین پھولوں کی وہ انجمن نہیں بھولی
وطن نخیز ' بہار وطن نہیں بھولی اسی بہار میں پھر مسکراؤں گا اک دن
مرے وطن ! تری جنت میں آؤں گا اک دن

۳ کلی کلی ترے گلشن کی مسکراتی تھی نگاہ جلوؤں کے طوفان میں ڈوب جاتی تھی
نسیم صحن چمن ہوئے یار لاتی تھی ذرا ٹھہر ! وہی محفل بساؤں گا اک دن
میرے وطن ! تری جنت میں آؤں گا اک دن

۴ ہجوم اہل محبت تھا خانقاہوں میں وہ ذوق و شوق کے جلسے جمال گاہوں میں
سماں وہ بیتہ تا ہے اب تک مری نگاہوں میں حریم قدس میں دیپک جلاؤں گا اک دن
مرے وطن! تیری جنت میں آؤں گا اک دن

۵ وہ مستی مستی نوائیں ' ہرے ہرے اشجار وہ کالی کالی گھٹائیں ' وہ رقص ابر بہار
وہ مست مست فضائیں ' وہ عالم سرشار اسے نگاہ کا مرکز بناؤں گا اک دن
مرے وطن! تری جنت میں آؤں گا اک دن

۶ جہاد حق کے لئے کررہا ہوں تیاری دکھاؤں گا صف دشمن کو شان قہاری
ٹھہر سکیں گے میرے سامنے کہاں ناری فضائے ہند میں پرچم اڑاؤں گا اک دن
میرے وطن! تری جنت میں آؤں گا اک دن [۶۰]

وادی جموں وکشمیر صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ کی سرزمین ہے۔ اس لئے علمائے اہل سنت وجماعت کو اس سے اس نسبت سے بھی دلی لگاؤ ہے اور وہ اس جنت نظیر وادی کو کافروں کے قبضہ میں نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ آزادی کشمیر کی ہر تحریک کی ان علمائے کرام نے ہر ممکن عملی ' مالی ' فکری اور اخلاقی طور پر حمایت کی ہے۔ علمائے اہل سنت وجماعت ہر حکومت پاکستان ' اسلامی ممالک اور اقوام متحدہ کے ارکان پر زور دیتے آئے ہیں کہ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کے ذریعے ہی حل کرایا جائے۔ ان کے نزدیک پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والے معاہدہ تاشقند (جنوری ۱۹۶۶ء) اور معاہدہ شملہ (جولائی ۱۹۷۲ء) سے کشمیر پر پاکستان کا موقف کمزور ہوا ہے کیونکہ اس میں اصل فریق کشمیریوں کی رائے شامل نہیں۔[۶۱] مقبوضہ کشمیر میں ۱۹۸۹ء سے آزادی کی نئی لہر کے شروع ہونے کے بعد علمائے کرام نے جہاد کی ضرورت پر بہت زور دینا شروع کردیا ہے۔ وہ جہاد کے علاوہ مسئلہ کشمیر کا کوئی حل قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اس کے لئے انہوں نے عملی طور پر جدوجہد بھی شروع کردی ہے۔ امید ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کا اس طرح واضح

موقف اور نصب العین کے ساتھ میدان عمل میں آنے سے مسئلہ کشمیر ان کی اور کشمیریوں کی امنگوں کے مطابق حل ہو جائے گا۔

قدرت کے طوفانوں کی ہر موج مچلنے والی ہے
اے ارضِ جنت! تیری تقدیر بدلنے والی ہے

(حافظ مظہر الدین)

حوالہ جات

۱۔ عبدالغنی 'امیر حزب اللہ' جہلم '۱۹۶۵ء' ۴۳۶' اور ۴۷۰۔

۲۔ ایضاً' ۴۳۲۔ ۴۳۳۔

۳۔ میر احمد خان صوفی 'غازی پیر' پشاور' ۱۹۸۷ء' ۸۳۔

۴۔ سید وقار علی شاہ' پیر صاحب مانکی شریف سید امین الحسنات اور انکی سیاسی جدوجہد' اسلام آباد' ۱۹۹۰ء' ۱۰۲۔

۵۔ ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری ۱۹۹۲ء' ۹۵۔

۶۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری (مرتبہ) 'تذکرہ اکابر اہل سنت' لاہور '۱۹۷۶ء' ۴۷۸۔۴۷۹۔

۷۔ محمود احمد رضوی' سیدی ابوالبرکات' لاہور '۱۹۷۹ء' ۴۷۔

۸۔ سید محمد احمد قادری (مرتبہ) روئداد مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور' لاہور '۱۹۴۹ء' ۱۸۔ ۲۲ اور ۴۰۷۔ ۴۷ اور ابوالحسنات سید محمد احمد قادری بنام عبداللطیف چشتی' مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۸ء۔

۹۔ روئداد' بحوالہ سابقہ' ۱۲۔ ۴۸۔

۱۰۔ ایضاً، ۵۵۔۹۵ اور ظہور الحسن درس (مرتبہ)، وفد جمعیت علمائے پاکستان سندھ و کراچی کے دورہ کی رپورٹ، کراچی، س۔ن، ۹۔۱۰۔

۱۱۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی، اکتوبر ۱۹۷۴ء، ۶۷۔۶۸۔

۱۲۔ ہفت روزہ رضوان، لاہور، ۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء، ۲۔

۱۳۔ غلام معین الدین نعیمی (مرتبہ) مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کی سالانہ تبلیغی و تنظیمی آل پاکستان سنی کانفرنس، لاہور، ۱۹۵۲ء، ۳۹۔

۱۴۔ علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک ۱۹۵۱ء کے انتخابات کے ذریعے قائم ہونے والی مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی کی کوئی قانونی حیثیت نہیں کیونکہ ریاست جموں وکشمیر میں استصواب رائے ہونا چاہئے نہ کہ کسی اسمبلی کے انتخابات۔ ماہنامہ ماہ طیبہ، کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ، اکتوبر ۱۹۵۱ء، ۲۔

۱۵۔ غلام معین الدین نعیمی (مرتبہ) مرکزی جمعیۃ العماء پاکستان کی چھٹی سالانہ آل پاکستان سنی کانفرنس، لاہور، ۱۹۵۷ء، ۱۰۔۱۲۔

۱۶۔ ایضاً، ۲۴۔

۱۷۔ روزنامہ مشرق، لاہور، ۲جنوری ۱۹۶۴ء۔

۱۸۔ مشرق، لاہور، ۷ نومبر ۱۹۶۴ء۔

۱۹۔ ماہنامہ رضوان، لاہور، جنوری ۱۹۶۵ء، ۱۰۔

۲۰۔ مشرق، لاہور، ۷ ۲مئی ۱۹۶۵ء۔

۲۱۔ روزنامہ کوہستان، لاہور، ۱۸ اگست ۱۹۶۵ء۔

۲۲۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۲۳اگست ۱۹۶۵ء۔

۲۳۔ مشرق، لاہور، ۲۸اگست ۱۹۶۵ء۔

۲۴۔ ضیائے حرم (صاحبزادہ فیض الحسن نمبر)، اپریل مئی ۱۹۸۴ء، ۹۴اور ۱۰۰۔

۲۵۔ ہفت روزہ سواد اعظم، لاہور، ۴ دسمبر ۱۹۶۲ء، ۸۔

۲۶۔ محمد محسن (مرتبہ) مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان کے وفد کا دورہ کشمیر، کراچی، ۱۹۶۶ء، ۴۔۵۔
۲۷۔ ایضاً، ۱۳، ۱۵۔۱۶۔
۲۸۔ ایضاً، ۲۲۔
۲۹۔ دورے کے اختتام پر جمعیۃ کا وفد جب کراچی پہنچا تو امدادی سامان کے مزید دو ٹرک روانہ کئے گئے۔ایضاً، ۶، ۱۱، ۲۲، ۳۲، اور ۶۳۔۶۷۔
۳۰۔ ایضاً، ۲۴۔
۳۱۔ ہفت روزہ احوال، کراچی، ۲۲۔۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء، ۵۔
۳۲۔ اقوام متحدہ نے ۲۱ اپریل ۱۹۴۸ء، ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو قرار دادیں منظور کی تھیں جن میں استصواب رائے کے انعقاد کو ہی مسئلہ کشمیر کا حل بتایا گیا تھا۔
۳۳۔ ہفت روزہ ندائے اہلسنت، لاہور، یکم۔۱۵ اگست ۱۹۹۱ء، ۱۶۔
۳۴۔ ماہنامہ ندائے اہلسنت، لاہور، مئی ۱۹۹۶ء، ۱۶۔
۳۵۔ روئداد، بحوالہ سابقہ ۲۰، ۵۲، ۵۳۔ اور ۶۵۔
۳۶۔ ایضاً، ۶۶۔
۳۷۔ ایضاً، ۶۵۔
۳۸۔ ایضاً، ۶۹۔
۳۹۔ ضیائے حرم، جون ۱۹۹۴ء، ۸۔
۴۰۔ ماہنامہ اخبار اہلسنت، لاہور، ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۵ء، ۱۳۔
۴۱۔ ندائے اہلسنت، یکم۔۱۵ دسمبر ۱۹۹۴ء، ۴۔۵۔
۴۲۔ اخبار اہلسنت، فروری/مارچ ۱۹۹۵ء، ۲۰۔
۴۳۔ ایضاً، فروری ۱۹۹۶ء، ۲۴۔
۴۴۔ ندائے اہلسنت، اپریل ۱۹۹۶ء، ۴۴۔

۴۵۔ مکمل روئداد: قومی مشائخ کنونشن، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

۴۶۔ جمعیت علمائے جموں وکشمیر، مسئلہ کشمیر، ج۔ن، س۔ن، ۱۰۔۱۱۔

۴۷۔ اخبار اہلسنت، فروری/ مارچ ۱۹۹۵ء، ۹۔

۴۸۔ طالب حسین مجددی، آل جموں وکشمیر سنی جہاد کونسل کے زیر اہتمام جہاد کشمیر کنونشن کی مختصر روئداد، ج۔ن، س۔ن، ۴۲، ۴۵۔

۴۹۔ ایضاً، ۴۹۔۵۰۔

۵۰۔ ایضاً، ۵۴۔

۵۱۔ ایضاً، ۵۹۔

۵۲۔ اخبار اہلسنت، فروری/ مارچ ۱۹۹۵ء، ۹۔

۵۳۔ ایضاً، ۹۔

۵۴۔ ایضاً، ۱۳۔

۵۵۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، جون ۱۹۹۵ء، ۱۔۲ 'ضیائے حرم، جون ۱۹۹۵ء، ۷۔۱۱۔ اور ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور، جون ۱۹۹۵ء، ۳۔۴۔

۵۶۔ منہاج القرآن، اپریل ۱۹۹۰ء، ۴۴۔

۵۷۔ محمد رفیق، تحریک منہاج القرآن کے ابتدائی پندرہ سال، لاہور، ۱۹۹۸ء، ۲۱۴۔۲۲۱۔

۵۸۔ ایضاً، ۳۰، ۳۲۔

۵۹۔ مثلاً دیکھیں: عقدہ کشمیر! (صفحہ ۳۱) مجاہدین کشمیر کا ترانہ (صفحہ ۹۹۔۱۰۱) اور ''چل کشمیر چل'' (صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲)، مظہر الدین، شمشیر وسناں، لاہور، ۱۹۵۱ء اور ''کشمیر سے'' (صفحہ ۸۰) اور ''کشمیر کے نام'' (صفحہ ۸۷۔۹۰)، مظہر الدین ''حرب و ضرب''، راولپنڈی، س۔ن۔

۶۰۔ شمشیر وسناں، بحوالہ سابقہ، ۳۷۔۴۰۔

۶۱۔ خالد محمود قادری (مرتب) مسئلہ کشمیر کیونکر حل ہوگا؟، لاہور، ۱۹۹۱ء، ۱۲۔

ادارہ کی مطبوعات

۱۔ پاکستان کا قدیم رسم الخط اور زبان	رشید اختر ندوی	۳۰۰ روپے
۲۔ گفتار قائداعظم	مرتبہ احمد سعید	۶۰ روپے
۳۔ فاطمہ جناح، حیات و خدمات	ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۸۰ روپے
۴۔ حیات قائداعظمؒ: چند نئے پہلو	احمد سعید	۳۰ روپے
۵۔ مولانا عبید اللہ سندھی کی سرگذشت کابل	مرتبہ غلام مصطفیٰ خان	۴۰ روپے
۶۔ اسلام کی انقلابی علمی تحریک	عبید اللہ قدسی	۲۰ روپے
۷۔ جمعیت العلماء ہند۔ دستاویزات (۲ جلدیں)	مرتبہ پروین روزینہ	۱۲۵ روپے
۸۔ کتابیاتی اشاریہ پاکستان ۱۹۷۹ء	مرتبہ شفیع النساء	۵۰ روپے
۹۔ خاکسار تحریک اور آزادی ہند	مرتبہ ڈاکٹر اے۔ ڈی مضطر	۱۲۰ روپے
۱۰۔ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد	مرزا شفیق حسین	۱۰۰ روپے
۱۱۔ قائداعظمؒ اور راولپنڈی	منظور الحق صدیقی	۳۰ روپے
۱۲۔ پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار	ایچ بی خان	۱۲۵ روپے
۱۳۔ جنگ آزادی کے اردو شعراء	محمود الرحمان	۱۲۰ روپے
۱۴۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (۲ جلدیں)	مرتبہ ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۲۰۰ روپے
۱۵۔ قائداعظمؒ کے رفقاء سے ملاقاتیں	مرتبہ سید ذوالقرنین زیدی	۷۰ روپے
۱۶۔ آہنگ بازگشت	محمد سعید	۱۱۰ روپے
۱۷۔ سفرنامہ ابن بطوطہ	مترجم پیرزادہ محمد حسین	۷۵ روپے
۱۸۔ آزاد کشمیر ایک سیاسی جائزہ	مرزا شفیق حسین	۲۵۰ روپے
۱۹۔ پیر صاحب مانکی شریف	وقار علی شاہ	۷۰ روپے
۲۰۔ وارث شاہ: عہد اور شاعری	عذرا وقار	۴۵ روپے
۲۱۔ تحریک پاکستان اور مجلس کبیر پاکستان کا قلمی جہاد	سرفراز حسین مرزا	۲۵۰ روپے